

شادی کی عمر اور اسلام

س: اسلام میں بچیوں کی بروقت شادی کی کیا اہمیت ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟ میری ایک سیلی جس کی عمر ۲۸ سال ہو چکی ہے لیکن اس کے والدین اس کی شادی کے بارے میں سمجھیدہ نہیں دکھائی دیتے۔ ان کا کہنا ہے کہ شادی سنت ہے، خواہ اسے اپنایا جائے یا نہ اپنایا جائے، یہ فرض نہیں ہے۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ اچھا رشتہ نہیں ملتا۔ جب کوئی اچھا رشتہ ملتا ہے تو کہتے ہیں کہ ان کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ وہ شادی کر سکیں، حالانکہ اس کے والد وفاقی حکومت کے گریڈ ۱۸ کے ملازم ہیں۔ وہ مختلف اوقات میں مختلف بے بنیاد جواز پیش کرتے ہیں۔ دوسری طرف وہ اپنے آپ کو اچھا مسلمان بھی سمجھتے ہیں کہ وہ پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور حرام سے بچتے ہیں۔ براہ مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں مفصل جواب دیجیے، نیز یہ بھی واضح کریں کہ آیا شادی جیسے مذہبی فریضے کی ادائیگی کے لیے پیسہ لازمی عنصر ہے؟

ج: آپ نے اپنے سوال میں ہمارے معاشرے میں پائے جانے والے ایک اہم اور سمجھیدہ مسئلے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ بعض اوقات لڑکیاں خود یہ روایہ اختیار کرتی ہیں کہ ابھی شادی کی جلدی ہی کیا ہے، بہت عمر پڑی ہے۔ پہلے تعلیم مکمل کی جائے، پھر ملازمت کی جائے اور جب کوئی مناسب رشتہ آئے تو اس پر بھی غور کر لیا جائے۔ ایسے ہی بعض والدین عاقبت نا اندیشی اور بعض مادیت کے زیر اثر یا انتظار کرتے ہیں کہ کسی زیادہ مال دار فرد کی طرف سے رشتہ کی پہلی ہو تو اس پر غور کریں۔ ایک تیسرا زیادہ خطرناک تصور جو مغربی تہذیب اور ہندو اسلام کے ساتھ طویل عرصے کے تعامل (interaction) کے نتیجے میں بعض حضرات کے ذہنوں میں اُبھر آیا ہے وہ بجاے خود شادی اور خاندانی زندگی کی اہمیت کو محبوس نہ کرنا اور تجربہ کی زندگی گزارنے میں کوئی حرج محسوس نہ کرنے کا ہے۔ جہاں تک قرآن و سنت کا تعلق ہے، قرآن کریم نے بہت واضح الفاظ میں حکم دیا ہے کہ: وَأَنِّكُحُوا الْأَيَامِ مِنْكُمْ وَالصِّلَاحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ طِ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءً

يُعْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ طَوَّافٌ وَاسِعٌ عَلَيْهِمْ ۝ (النور: ۲۲: ۳۲)؛ ”تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں، اور تمہارے لوٹنڈی غلاموں میں سے جو صاحب ہوں ان سے نکاح کرو۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا، اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں دو انتہائی اہم اصول تعلیم کیے گئے ہیں۔ اولًا یہ حکم کہ مجرد افراد مرد ہوں یا عورت، ان کا نکاح کر دیا جائے، کیونکہ نکاح ایک ایسا حصار ہے جو نہ صرف ایک فرد کو بلکہ پورے معاشرے کو برائی سے محفوظ رکھنے کا سب سے زیادہ موثر ذریعہ ہے۔ پھر یہ بات فرمائی گئی کہ نہ صرف مجرد افراد بلکہ اگر لوٹنڈی غلام بھی شادی کی عمر کے ہوں تو ان کا بھی نکاح کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں مال کی کمی اور وسائل کا نہ ہونا بنیاد نہ بنائی جائے۔ چنانچہ فرمایا: اگر وہ تنگ دست ہوں گے تو ہم انھیں غنی کر دیں گے۔ قرآن کریم نے اپنے اس حکم کے ذریعے ان تمام معاشی دلائل کو روکر دیا ہے جن کی بنا پر لوگ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کو مؤخر کرتے رہتے ہیں۔

رہا سوال شادی کی فرضیت کا تو اور درج کی کی گئی آیت مبارکہ سے بڑھ کر فرضیت کا حکم اور کون سا ہو سکتا ہے۔ اسی پہلو کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح میں یوں فرمایا گیا کہ ”نکاح میری سنت ہے“ اور دوسری حدیث میں فرمایا گیا: ”نکاح میری سنت ہے، اور جس نے نکاح پسند نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“ اس حدیث نے اصولی طور پر یہ بات طے کر دی کہ اگر ایک شخص نکاح کا انکار کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے اپنے عمل کی بناء پر خارج کر لیتا ہے۔ ہاں، ایک فرد مسلسل کوشش کر رہا ہوا اور باوجود کوشش کے نکاح نہ کر پائے تو اس پر کوئی گرفت نہیں۔

یہاں یہ سمجھ لیجیے کہ قرآن ہو یا سنت رسول دونوں کا نام شریعت ہے، ان میں فرق نہیں کیا جاسکتا۔ نکاح کے معاملے میں دونوں کے واضح احکام ہیں۔ اس لیے جان بوجھ کراور محض مزید بہتر کا غیر معین انتظار کرنے کی بنا پر نکاح نہ کرنا شریعت کے منانی ہے۔ والدین کو بھی اور ان کی اولاد کو بھی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچانے کے لیے جب شادی کی عمر ہو جائے تو تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ شادی ایک دینی فریضہ ہے اور اس کو بلا اذر شرعی مؤخر کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)